Vol 5 No.1 2021

ISSN Online : 2709-4030

ISSN Print : 2709-4022

مقبوضہ کشمیر میں جدوجہد آزادی ’’باگھ‘‘ کے تناظر میں

(Freedom struggle in occupied Kashmir in the background of “Baagh”)

[1] عابد سلیم [2] محمد ریاض عابد

Abstact

Abdullah Hussain is considered one of the most prominent novelists of the Urdu literature. He has beautifully presented the political and social life of India and Pakistan in his novels. His novel "Baagh" is an important addition to the Urdu resistance literature. Although the symbolic value of the novel is undeniable but he has effectively presented the freedom movement of occupied Kashmir through his protagonist Asad. Though the freedom movement view is presented briefly but excellently by him.

Asad unwillingly goes to Kashmir on spying mission but when he watches the occupied Indian forces atrocities, he admits the greatness of the Kashmiries who are not willing to yield. Abdullah Hussain has tremendously presented all these issues in his peculiar style in "Baagh". The political and social circumstances of the Indian Occupied and Azad Kashmir, the guerilla war by Kashmiries against Indian forces in occupied Kashmir, the massacre of Kashmiries, their kidnappings and disappearings make "Baagh"a historical, memorable and an effective novel.

عبداللہ حسین کا ناول ’’باگھ‘‘ ۲۸۹۱ء میں شائع ہوا۔ یہ ناول علامتی واستعاراتی اور خاص کر مزاحمتی ادب کی عمدہ مثال ہے۔ اس ناول میں معاشرے کی سیاسی صورت حال، خاص کر مقبوضہ کشمیر کی سیاسی جدوجہد کو، مصنف نے بڑے خوبصورت انداز میں کہانی کا حصہ بنایا ہے۔ یہ ناول جنرل ضیاء الحق کے نافذ کردہ مارشل لاء کے دنوں میں لکھا گیا جب آزادیٔ فکر کے داعی ادیبوں کی زبان کے ساتھ ساتھ قلم پر بھی پہرے بٹھا دیئے گئے تھے اس لیے عبداللہ حسین نے اس دور کی سیاست کو علامت کے پیرائے میں قاری تک پہنچایا ہے۔ اس ناول میں ’’باگھ‘‘ کی علامت کی وضاحت کرتے ہوئے ڈاکٹر خالد اشرف لکھتے ہیں۔

۱۔ پی ایچ ڈی ریسرچ سکالر، شعبہ اُردو، یونیورسٹی آف ایجوکیشن، لوئر مال کیمپس، لاہور۔

۲۔ پی ایچ ڈی ریسرچ سکالر، شعبہ اُردو، یونیورسٹی آف ایجوکیشن، لوئر مال کیمپس، لاہور۔

Vol 5 No.1 2021

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022

ظاہری طور پر باگھ کی موجودگی ناول میں کوئی خاص اہمیت نہیں رکھتی لیکن دراصل یہ باگھ نہایت معنی خیز علامت ہے اُس فوجی ڈکٹیٹر کی جو کمزور اور امن پسند عوام کو مستقل خوفزدہ رکھتا ہے تاکہ اپنے اقتدار کو محفوظ رکھ سکے کیونکہ اس کے وجود کی تصدیق ہی تشدد کے ذریعے ہوتی ہے۔(1)

ناول میں باگھ کی بادشاہت کو بھی تسلیم کیا گیا ہے اور یہ ایسی بادشاہت ہے جو خوف وہراس، دہشت اور تشدد کی بنیاد پر قائم ہے۔اس طرح ''باگھ'' خوف اور دہشت کی علامت بھی قرار پاتا ہے۔ باگھ ناول کا ایسا کردار ہے جس سے لوگ خوفزدہ تو ضرور ہیں مگر اس کو کبھی کسی نے دیکھا نہیں ہے۔

''کوئی ایک آدھ باگھ کبھی سردیوں میں نیچے اُتر آئے تو ٹھیک ہے، ماننے والی بات ہے مگر یہ جانور تو یہاں پایا ہی نہیں جاتا''۔

''کہاں پایا جاتا ہے؟''

''جنوب میں کہیں''۔اسد نے جواب دیا، ''گولیار، بنگال''

''کسی ایک جگہ سے اس کا تعلق تھوڑا ہے۔ یہ تو بادشاہ ہے''

''بادشاہت کی بھی حدیں ہوتی ہیں'' (2)

پورے ناول میں باگھ کی صرف گرج دار آواز سنائی دیتی ہے یا پھر اس کے وجود کی تصدیق اس کے ہاتھوں کی جانے والی تباہی و بربادی سے ہوتی ہے۔ ''باگھ'' کی علامتی حیثیت کو واضح کرتے ہوئے ڈاکٹر ثمینہ محبوب لکھتی ہیں۔

''باگھ''کی تمام تر فضا علامتی اور استعاراتی ہے۔ جو کچھ بھی ناول میں بیان کیا گیا ہے کسی نہ کسی واقعہ یا خیال کا ترجمان ہے۔ تمام حالات آزادی کے بعد کے ہیں۔ یہ دراصل اس سرزمین کی داستان ہے جس میں انسانیت اپنے خوابوں کی تعبیر حاصل کرنے آج سے ۵۰ سال پہلے آئی تھی۔ (3)

''باگھ'' میں سیاست کے ابتدائی نقوش کالج یونین کی سیاست کے حوالے سے ملتے ہیں۔گمشدہ والے حکیم محمد عمر کے مطب میں بیٹھے ہوئے اسد اپنے ماضی کو یاد کرتا ہے جب وہ کالج میں تھا اور اپنے دوست ریاض کی حمایت میں کالج یونین کے الیکشن میں اس نے بھرپور حصہ لیا تھا۔ ریاض یونین کے جوائنٹ

Vol 5 No.1 2021

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022

سیکرٹری کے لیے الیکشن لڑ رہا تھا۔ الیکشن ہارنے کے بعد مخالف گروپ کے ساتھ ہونے والی لڑائی میں اسد کا سر بھی پھٹ گیا تھا۔ اس کے بعد پرنسپل کی طرف سے لڑائی میں حصہ لینے والے تمام طلباء کو ایک ایک سو روپیہ جرمانہ ہوا تھا۔ حکیم کے قتل کے الزام میں اسد کو گرفتار کر لیا جاتا ہے۔ جیل میں اسے بدترین تشدد کا نشانہ بنایا جاتا ہے۔ جب اس کی ہمت جواب دے دیتی ہے تو وہ زخمی ہو کر بے ہوش ہو جاتا ہے۔ شدید زخمی حالت میں اسے ہسپتال میں منتقل کر دیا جاتا ہے۔ جہاں ذوالفقار نامی شخص سے اسد کی ملاقات ہوتی ہے۔ ذوالفقار کو اسد جانتا ہے کیونکہ وہ اسد کے سکول میں کچھ عرصہ پڑھاتا رہا تھا۔ ذوالفقار اسد کو بتاتا ہے کہ جیل کے تشدد سے بچ نکلنے کا واحد راستہ یہ ہے کہ تم ظلم کے خلاف انفرادی جنگ کو چھوڑ کر اجتماعی جنگ میں شامل ہو جاؤ۔ اسد کے استفسار پر ذوالفقار اسے مقبوضہ کشمیر میں جاری آزادی کی تحریک کے متعلق بتاتا ہے۔

> ''یہاں ایک عظیم جدوجہد جاری ہے، آج سے نہیں، بیس سال سے۔۔ پچاس سال سے۔ اس جدوجہد کے پیچھے حق اور باطل کی جنگ ہو رہی ہے۔ کسانوں کی، مزدوروں کی، چرواہوں کی، لکڑہاروں اور دستکاروں کی جنگ۔ یہ بدقسمت لوگ جو پیسوں کے عوض ایک ہاتھ سے دوسرے کو بیچے گئے ہیں اور بندوقوں سے ہانکے جا رہے ہیں۔ ہمارا فرض ہے کہ ان کی مدد کریں۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ اگر ہم انہیں حقِ خود ارادیت کی ذرا سی پہچان بھی کرانے میں کامیاب ہو جاتے ہیں تو اس کا مطلب ہے کہ ہم نے بیک جنبش اس چالیس لاکھ آبادی کو زمانۂ جاہلیت سے نکال کر بیسویں صدی میں پہنچا دیا ہے''۔(4)

یہیں سے ناول میں مقبوضہ کشمیر کی جدوجہد آزادی کی کہانی شروع ہوتی ہے جس میں اسد ایک جاسوس کے طور پر کام کرتا نظر آتا ہے اور بھارتی فوج کے خلاف کی جانے والی عسکری کارروائیوں میں بھی حصہ لیتا ہے۔ عبداللہ حسین نے اپنے ایک انٹرویو میں انسان کی ذات پر آزمائے جانے والے جبر کے مختلف طریقوں کے حوالے سے بات کرتے ہوئے کہا تھا

> میرا ایک فلسفہ بن گیا ہے کہ انسان کی ذات پر بہت سے جبر آزمائے جاتے ہیں۔ شروع سے آخر تک یعنی پیدا ہونے سے مرنے تک۔ کچھ زندگی کی صورت ہی ایسی ہے چاہے وہ یہاں ہو چاہے یورپ میں ہو امریکہ میں ہو انسان کی زندگی پر بہت سے جبر عائد ہوتے ہیں عائد کئے جاتے ہیں آزمائے جاتے ہیں اور ان میں سے بچ کے نکل جانا یا نہ بچ کے زندہ رہنا انسان کا ایک بہت بڑا مسئلہ ہے اور وہ چیز صرف سیاسی چیز ہی نہیں اس کی کئی شکلیں ہیں۔ آپ کی زندگی ایک مسلسل کشمکش بن کر رہ جاتی ہے اور آپ کسی اسٹیج پر یہ نہیں کہہ سکتے کہ اب میرے سارے کام ہو گئے مسئلے حل ہو گئے اب میں آرام سے بیٹھ سکتا ہوں۔(5)

Vol 5 No.1 2021

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022

''باگھ''کا اسد بھی تقدیر کے اسی جبر کا شکار ہے وہ کبھی معاشرتی ناانصافی کے خلاف ڈٹا ہوا نظر آتا ہے تو کبھی ریاستی جبر کے خلاف برسرپیکار دکھائی دیتا ہے۔ جیل سے رہائی کے بعد بھی وہ یہ نہیں کہہ سکتا کہ ''اب میں آرام سے بیٹھ سکتا ہوں''۔اسد حوالات کی صعوبتیں اور پولیس کا تشدد برداشت کرنے کے بعد بھی سکون سے نہیں رہ پاتا اور اسے ایک ایسی منزل کی طرف روانہ کر دیا جاتا ہے جو اس کے بالکل اجنبی ہے۔

مقبوضہ کشمیر کے عوام پر بھارتی فوج کے مظالم اور کشمیریوں کی تحریک آزادی ''باگھ'' کا ایک اہم موضوع ہے۔عبداللہ حسین نے مقبوضہ کشمیر کی سیاسی صورت حال کو زیادہ تفصیل سے تو بیان نہیں کیا مگر اختصار کے پیرائے میں اس خطّے کے حالات کو جس حد تک کہانی کا حصہ بنایا ہے اس سے کشمیریوں کے بنیادی مؤقف کو ضرور سمجھا جاسکتا ہے۔

> ''تمھیں علم ہے یہ علاقہ اپنی تاریخ کے نازک ترین دور سے گزر رہا ہے۔ان حالات میں کسی چھوٹی سے چھوٹی بدامنی کا رسک بھی نہیں لیا جاسکتا۔یہ قوم اس وقت جس مرحلے پر ہے اس کو اگر ہم نے کامیابی سے سر کرنا ہے تو اتھارٹیز کا مکمل کنٹرول اس کے لیے پہلی شرط ہے''۔(6)

''اتھارٹیز'' کا سن کر اسد حیران رہ جاتا ہے کہ اتھارٹیز کا کام تو ملک کا نظم و نسق چلانا ہوتا ہے کسی قوم کی آزادی کے لیے اتھارٹیز کس طرح کام کر سکتی ہیں۔اسد کے استفسار پر ذوالفقار بتاتا ہے۔

> ''پراپیگنڈا، میرے دوست جو تمھیں اخباروں اور کتابوں میں ملتا ہے، نہ سیاست کے مرحلے طے کرتا ہے نہ جنگ کے۔ قوم۔جمہوریت۔انقلاب۔یہ سب کیا ہے؟''اس کا ہاتھ ایک لحظے کے لیے ہوا میں اٹھا اور ایک ہلکے سے دھماکے کے ساتھ میز پر آرہا''ایکشن''۔وہ فیصلہ کن انداز میں بولا،''ایک ہزار کتابیں لکھی جاتی ہیں تو ایک دورِ عمل آتا ہے۔دنیا کے بڑے بڑے انقلابوں میں لاکھوں آدمیوں کو، انقلاب کے سپاہیوں کو مروا دینا ضروری سمجھا گیا۔کیوں؟ ڈسپلن۔تمھیں علم ہے اس وقت بڑی بڑی نامور انقلابی حکومتوں کو کون چلا رہا ہے؟'' اس نے اعلانیہ انداز میں انگلی ہوا میں اٹھائی، ''ملٹری''۔۔۔اس قوم کو اب قیادت اور کنٹرول کی ضرورت ہے۔۔۔''(7)

عبداللہ حسین آمریت کو کسی بھی شکل میں قبول کرنے کے لیے تیار نہیں۔آمریت مارشل لاء کی شکل میں ہو یا ملٹری کی سول حکومت کی صورت میں عبداللہ حسین اسے جمہوریت پر شب خون تصور کرتے ہیں۔

Vol 5 No.1 2021

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022

اسد یاسمین کے ساتھ رہنا چاہتا ہے اس کے لیے اُسے جو بھی قیمت چکانی پڑے وہ تیار ہے۔ ذوالفقار کے ساتھ کام کرنے کے لیے بھی اسد صرف اس لیے رضامندی کا اظہار کرتا ہے کہ اس صورت میں کام مکمل ہونے کے بعد ہمیشہ کے لیے یاسمین کے ساتھ رہ سکے گا اور دوسری طرف اپنے علاج کے لیے استعمال ہونے والی بوٹی بھی حاصل کر سکے گا جو یاسمین کے بقول مقبوضہ کشمیر میں رجمار کے علاقے میں پیدا ہوتی ہے۔ اسد مقبوضہ کشمیر جانے کے لیے تیار ہو جاتا ہے تو اس کے کچھ دن بعد ہی خوشی محمد کو گمشدہ والے حکیم محمد عمر کے قتل کے جرم میں پولیس گرفتار کر لیتی ہے کیونکہ خوشی محمد نے خود اپنا جرم قبول کر لیا تھا۔ ناول کے آخری حصہ میں جا کر اسد کو اس حقیقت کا علم ہوتا ہے کہ دراصل خوشی محمد ڈبل ایجنٹ کا کام کر رہا تھا پکڑے جانے پر موت سے بچنے کے لیے اس نے جیل میں رہنا قبول کر لیا تھا۔ سولہ دن کی قید کے بعد اسد یاسمین کے پاس واپس جاتا ہے تاکہ کچھ آرام کر سکے۔ وہ یاسمین کو مقبوضہ کشمیر جاسوسی کے لیے جانے کا بتاتا ہے جس پر وہ پہلے ناراضگی کا اظہار کرتی ہے مگر پھر رضامند ہو جاتی ہے۔ یاسمین اسد سے کہتی ہے۔

''مجھ سے بات کئے بغیر اٹھ کر ایک دوسرے ملک کو جارہے ہو؟ واہ''۔

''کوئی دوسرا ملک تو نہیں۔''

''اور کیا ہے۔ دوسری حکومت تو ہے۔''

''حکومت سے کیا ہوتا ہے؟''

''ذرا جا کر دکھاؤ۔ پتا چل جائے گا حکومت سے کیا ہوتا ہے۔''

''تمہارے سب لوگ اِدھر سے اُدھر آتے جاتے رہتے ہیں۔ کیا فرق پڑتا ہے۔''

ہمیں نہیں پڑتا۔ ہماری بولی، بات چیت، رشتے داریاں سب ایک ہیں۔۔۔'' (8)

یاسمین کی اس گفتگو سے بخوبی اندازہ ہو جاتا ہے کہ جغرافیائی حد بندی کے باوجود آزاد کشمیر کے لوگ مقبوضہ کشمیر کو الگ خطہ نہیں سمجھتے ہیں۔ یاسمین سے اجازت لے کر اسد ذوالفقار کے پاس جاتا ہے تو وہ اسے ابتدائی ٹریننگ کے لیے ایک کیمپ میں بھیج دیتا ہے۔ چار ہفتے ٹریننگ کے دوران اسد کو پاتھ فائنڈنگ، اَن آرمڈ کامبیٹ، میپ ریڈنگ اور مائنز سے متعلق تربیت دی جاتی ہے اسد کا نام بھی تبدیل کر کے علی رکھ دیا جاتا ہے۔

Vol 5 No.1 2021
ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022

اب تم دنیا کے واسطے ایک شخص بنام علی ہو۔ آج سے تمہارے اوپر علی مراد ولد شہباز قوم اجاڑ سکنہ نَو پہاڑ پیشہ مزدوری کی ذاتی ذمہ داری ہی نہیں بلکہ تمام تر اخلاقی ذمہ داری بھی عاید ہوتی ہے۔ آج سے تم نے عمداً اپنی ذات کی ایک شکل تخلیق کی ہے اور اس فیصلے کے ذمہ دار ہو۔(9)

اس کے بعد اسد کو جاسوسی کے لیے مقبوضہ کشمیر کی طرف بھیج دیا جاتا ہے۔ جس طرح اسد غیر محسوس طریقے سے ایک کے بعد دوسری مصیبت میں گرفتار ہوتا چلا جاتا ہے اسی طرح ناول میں ایک کے بعد دوسری کہانی شروع ہو جاتی ہے۔ یہ تمام ضمنی کہانیاں آپس میں اس قدر مربوط ہیں کہ انہیں ایک دوسرے سے الگ رکھ کر دیکھنا ممکن نہیں ہے گویا ایک کہانی کے اندر دوسری کہانی جنم لیتی ہوئی محسوس ہوتی ہے۔

بھارت کا مقبوضہ کشمیر پر غاصبانہ قبضہ اور اس قبضے کو قانونی جواز فراہم کرنے کے لیے بھارتی افواج کا مظلوم کشمیریوں پر ظلم و ستم دنیا سے ڈھکی چھپی بات نہیں ہے۔ کشمیر کی نوجوان نسل کا دن دیہاڑے قتل عام اور اغوا ایسے مظالم ہیں جو ساری دنیا کے سامنے ہیں۔ ''باگھ'' میں عبداللہ حسین نے بھارتی افواج کے ان مظالم کی حقیقت پسندانہ عکاسی کی ہے۔

آخر وہی ہوا جس کا ڈر تھا، ایک دن ایسا غائب ہوا کہ پھر نہ آیا۔ کوئی کہے چھپ گیا ہے، کوئی کہے پولیس پکڑ کر لے گئی ہے۔ میں نے بیس تیس کوس تک ایک ایک پتھر کو ڈھونڈ مارا، پولیس کے پاس گئی، تحصیلدار کے پاس جاتی رہی۔ سلطان چھ مہینے کاٹ کر واپس آگیا۔ ریاض کا باپ نہیں آیا۔ دس برس ہو گئے ہیں، ایسا لگتا ہے ابھی اُس دروازے سے داخل ہو گا اور یہاں آکر میرے پاس بیٹھ جائے گا۔(10)

کشمیریوں کا اس طرح غائب ہو جانا اور پھر پلٹ کا کبھی گھر واپس نہ آنا صرف ایک نسل کی کہانی نہیں ہے بلکہ یہ سلسلہ نسل در نسل جاری ہے اور کوئی ان کا پرسان حال نہیں ہے۔ کشمیریوں کی غربت، افلاس، لاچاری اور بے چارگی میں وقت کے ساتھ کمی ہونے کی بجائے دن بدن اضافہ ہی ہوتا چلا جا رہا ہے۔ عبداللہ حسین کشمیریوں کی اس غربت اور افلاس کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

اسد نے خیال کیا کہ اس سے پہلے، شاید اسی جگہ پہ بیٹھ کے، اسی طور اس لڑکے کا باپ اپنی مشقّت کا صلہ، مکّی کی ایک روٹی اور دودھ کا ایک گلاس وصول کرتا ہو گا۔ اُس کا چہرہ بھی اسی شکل کا ہو گا، بے قاعدہ، خائف کرنے والا اور معمولی! اور اس سے پہلے اس کے باپ کا باپ، اور اس کے باپ کا باپ-----------
یہ لوگ مفلسی کے ایک ہی مقام پہ کھڑے تھے۔(11)

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022

عبداللہ حسین نے ''باگھ'' میں مقبوضہ کشمیر کے اندر آزادی کے لیے بر سرِ پیکار عسکری تنظیموں کی سیاسی و عسکری حکمت عملی کو بھی بڑے مؤثر انداز میں بیان کیا ہے۔ایک مقام پر بھارتی فوج کے خلاف مسلح کارروائی کے سلسلہ میں ایک ہی تنظیم کے لوگ مختلف آراء کا اظہار ان الفاظ میں کرتے نظر آتے ہیں۔

> سلطان شاہ کے حلقے میں رائے دو دھڑوں میں تقسیم ہو چکی تھی۔ایک دھڑے کی رائے تھی کہ سرکار اس وقت گھبراہٹ کے عالم میں ہے، فوج اور پولیس پر دباؤ بڑھانے کے لیے اپنی کارروائی تیز کر دینی چاہیے تاکہ بدامنی پھیلے، فوج کی دست اندازی میں اضافہ ہو، حکومتوں پر دباؤ پڑے اور جنگ کی کوئی صورت نکلے۔دوسرا دھڑا جس میں پرانے پرانے گھاگ قسم کے لوگ شامل تھے، کہتا تھا ابھی وقت نہیں دبکے رہو، مناسب وقت کا انتظار کرو۔(12)

بھارتی افواج کی طرف سے کشمیریوں پر روا رکھے جانے والے مختلف مظالم میں سے ایک ظلم وادی میں ایسے قوانین کا نفاذ ہے جن کا واحد مقصد مظلوم اور نہتے کشمیریوں کو خوفزدہ کرنا ہوتا ہے مگر کشمیری ان پابندیوں اور نام نہاد قوانین کو جوتے کی نوک پر رکھتے ہیں۔ایسے ہی قوانین کے متعلق بات کرتے ہوئے ریاض اسد سے کہتا ہے۔

> ''ہم غریب لوگ ہیں۔دولت والے لوگ اپنے لیے قانون بناتے ہیں ہم انہیں توڑتے ہیں جب تک وہ اپنے قانون بناتے رہیں گے، غریب لوگ انہیں توڑتے رہیں گے''۔(13)

مقبوضہ کشمیر پہنچ کر اسد ایک ماہر جاسوس کی طرح اپنا کام سرانجام دیتا ہے وہ ریاض کے ساتھ سارے علاقے میں پھرتا ہے اور جہاں کہیں لوگوں کا ہجوم ہوتا ہے وہاں رک کر لوگوں کی گفتگو سے معلومات اخذ کرتا ہے۔ان معلومات کو یاد رکھنے کے لیے وہ اپنے پاس موجود لکڑیوں میں سے کسی لکڑی پر ناخن کی مدد سے مختلف نشانات لگاتا رہتا ہے تاکہ واپس اپنے ٹھکانے پر پہنچ کر ان نشانات کی مدد سے مکمل معلومات اکٹھی کی جاسکیں۔ریاض مقبوضہ کشمیر میں اسد کا گائیڈ ہے وہ اسے بتاتا ہے کہ اسے ہر وقت چند لکڑیاں اور کچھ روپے اپنے پاس رکھنے ہوں گے تاکہ پکڑے جانے کی صورت میں وہ ثابت کر سکے کہ لکڑیاں بیچ کر واپس جا رہا ہے۔اسد کی ذات پر آزمائے جانے والے جبر یہیں پر ختم نہیں ہو جاتے بلکہ اسے جاسوسی سے آگے بڑھ کر گوریلا کارروائیوں میں بھی حصہ لینا پڑتا ہے۔اسد اپنی مرضی سے یہ سب نہیں کر رہا بلکہ یہ حالات کا جبر ہے جن پر اسد کو کوئی اختیار نہیں ہے۔ محمد عاصم بٹ اسد کی ذات پر آزمائے جانے والے جبر کو دورِ جدید کے انسان کا جبر قرار دیتے ہوئے لکھتے ہیں۔

Vol 5 No.1 2021
ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022

> یہ جبر دراصل میں دورِ جدید کے انسان کے جبر ہیں۔ یہ وہ خوف ہیں جو موجودہ ترقی یافتہ دور میں انسان محسوس کرتا ہے جیسے ماحول کی تباہی کا خوف، تیسری جنگ عظیم کا خوف جس کے بعد زمین حیات سے محروم ہو جائے گی اور اپنی شناخت کے گم ہو جانے کا خوف۔ ان خوفوں سے چھٹکارا ممکن نہیں ہے۔ یہ ہے وہ نتیجہ جس تک عبداللہ حسین پہنچتے ہیں۔(14)

اسد ریاض کی معیت میں گوریلا کارروائیوں میں بھی شامل ہوتا ہے۔ ایک کارروائی میں تو وہ صرف تماشائی بنا رہتا ہے اور ریاض اور اس کے ساتھیوں کے ہاتھوں بھارتی فوجیوں کی موت کے مناظر دیکھتا ہے۔ دوسری کارروائی میں وہ ریاض کے ساتھ خود بھی شامل ہوتا ہے۔ ریاض مجاہدین کے لیے گائیڈ کا کام کرتا ہے اور اسے سختی سے منع کیا جاتا ہے کہ وہ اپنے ساتھ کسی اور آدمی کو لے کر نہیں آئے گا مگر ریاض اسد کو ساتھ لے جاتا ہے۔ مجاہدین کو شک ہو جاتا ہے۔ اپنا شک دور کرنے کے لیے وہ اسد کو بطور گائیڈ سب سے آگے چلنے کو کہتے ہیں۔ اب کی بار اسد پر قسمت مہربان ہوتی ہے اور وہ اتفاقاً درست سمت اختیار کرتا ہوا منزل پر پہنچ جاتا ہے۔ اس گوریلا کارروائی میں ریاض شہید ہو جاتا ہے جبکہ اسد بے ہوش ہو کر گر پڑتا ہے۔ ''باگھ'' میں موجود ان گوریلا کارروائیوں کو رضی عابدی نے تنقید کا نشانہ بنایا ہے۔

> محبت اور بندوق دونوں عظیم کامیابیوں کے حصول کے آلات ہیں۔ اس کے علاوہ باقی تمام تفصیلات گوریلا جنگ کی باریکیوں، اس کے خطرات اور Thrill کی طویل بے محل سی داستانیں ہیں.......... زندگی کے متعلق اس نتیجہ پر پہنچنے کے لیے گوریلا جنگ کی غیر ضروری تفصیلات میں جانے کا کیا فائدہ تھا۔ سوائے اس کے کہ اس طرح ناول کا حجم بڑھتا تھا اور اس میں ایک اور پہلو آ جاتا تھا جس میں شاید قارئین کو خصوصی دلچسپی ہو۔(15)

اس کارروائی میں زخمی ہونے کے بعد اسد جب صحت یاب ہوتا ہے تو وہ رجمار کی طرف سفر شروع کرتا ہے۔ رجمار کے بیلے سے وہ جنت بی بی کی مدد سے اپنے علاج کے لیے استعمال ہونے والی بوٹی حاصل کرنے کے بعد واپس گمشد کی طرف گامزن ہوتا ہے۔ اسد مختلف بھیس بدل کر سفر جاری رکھتا ہے اور راستے کی دشواریوں کو بڑے حوصلے اور صبر سے برداشت کرتا ہے۔ اس کے پاؤں زخمی ہو جاتے ہیں مگر ہمت اب بھی جوان ہے وہ یاسمین کی خاطر سب دکھ برداشت کرتا اپنی منزل کی طرف رواں دواں رہتا ہے۔ آخر بیس دن کی ان تھک کوشش کے بعد زخموں سے نڈھال اسد گمشد پہنچنے میں کامیاب ہو جاتا ہے۔ گمشد پہنچ کر وہ سوچتا ہے کہ اب وہ سکون سے ہے اور ہمیشہ یاسمین کے ساتھ رہے گا مگر یہ محض اسد کی خام خیالی ثابت ہوتی ہے کیونکہ کچھ دن بعد رات کے وقت کچھ لوگ اسد کو یاسمین کے گھر سے اٹھا کر لے جاتے ہیں۔ اس کی آنکھوں پر پٹّی باندھ دی جاتی ہے۔ یاسمین اسے ان لوگوں سے

Vol 5 No.1 2021
ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022

چھڑانے کی کوشش کرتی ہے مگر سب بے سود ثابت ہوتا ہے۔ وہ لوگ اسد کو جیپ میں بٹھا کر نامعلوم مقام کی طرف سفر شروع کر دیتے ہیں۔ پورے ناول میں اسد مسلسل تقدیر کے جبر کا شکار نظر آتا ہے۔ ایک کے بعد ایک مشکل اس کے لیے تیار کھڑی ہے مگر ان تمام مشکلات میں جو بات قابل قدر ہے وہ اسد کی ہمت، حوصلہ اور مزاحمت ہے۔ اسد ان تمام مشکلات کا مردانہ وار مقابلہ کرتا ہے اور کسی بھی مقام پر ہتھیار نہیں ڈالتا ہے۔ اس ناول میں مقبوضہ کشمیر کی تحریک آزادی اور سیاسی صورت حال کو موضوع تو بنایا گیا ہے مگر یہ تمام سیاسی مباحث اس قدر مختصر پیرائے میں ہیں کہ مقبوضہ کشمیر کی سیاسی صورت حال کی کوئی واضح تصویر قاری کے ذہن پر نقش نہیں ہو پاتی ہے۔ اس کے باوجود اردو کے مزاحمتی ادب میں ''باگھ'' ایک عمدہ اضافہ ہے اور اپنے جان دار اسلوب کے باعث بھی یہ ناول ہمیشہ یاد رکھا جائے گا۔

حوالہ جات

1۔ خالد اشرف، ڈاکٹر، برصغیر میں اردو ناول، فکشن ہاؤس، لاہور، 2005ء، ص269

2۔ عبداللہ حسین، باگھ، سنگ میل پبلی کیشنز، لاہور، 2006ء، ص22

3۔ ثمینہ محبوب، ڈاکٹر، عبداللہ حسین کے ناولوں میں تحیر، مشمولہ، ماہ نو، لاہور، فروری 2001ء، ص37

4۔ عبداللہ حسین، باگھ، سنگ میل پبلی کیشنز، لاہور، 2006ء، ص191

5۔ عبداللہ حسین کا انٹرویو، ماہ نو، لاہور، جولائی 1987ء، ص8

6۔ عبداللہ حسین، باگھ، سنگ میل پبلی کیشنز، لاہور، 2006ء، ص191

7۔ ایضاً ص192

8۔ ایضاً ص224، 225

9۔ ایضاً ص236

10۔ ایضاً ص259

Vol 5 No.1 2021
ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022

11۔ ایضاً،ص261

12۔ ایضاً،ص280

13۔ ایضاً،ص281

14۔ محمد عاصم بٹ،عبداللہ حسین: شخصیت اور فن،اکادمی ادبات پاکستان،اسلام آباد،2008ء،ص84

15۔ رضی عابدی، تین ناول نگار، سانجھ پبلی کیشنز،لاہور،2010ء،ص130،129